سچائی

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔(التوبۃ:119)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔(الاحزاب:71)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔

٭عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَکُوْنَ صِدِّیْقًا وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ۔ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبُ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا۔

(بخاری۔کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ۔یاٰیھا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔سچائی فرمانبرداری کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور فرمانبرداری جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور ایک شخص مسلسل سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق ہو جاتا ہے۔اور جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی دوزخ میں لے جاتی ہے اور ایک شخص مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور کذّاب لکھا جاتا ہے۔

☆حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے۔تمہیں سچائی اختیار کرنی چاہیئے کیونکہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔جھوٹ سے بچو ' کیونکہ جھوٹ نافرمانی کی طرف لے جاتا ہے۔اور نافرمانی جہنم تک پہنچا دیتی ہے۔کیا آپ کو معلوم نہیں؟ کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ بولا اور فرمانبردار ہو گیا اور جھوٹ بولا تو مبتلاء فجور ہو گیا۔

(موطا امام مالک۔باب ماجاء فی الصدق و الکذب)

☆آنحضرت ﷺ نے میدان جنگ میں ڈٹے رہتے ہوئے فرمایا۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

یعنی میں نبی ہوں جھوٹا شخص نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا (پوتا) ہوں۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب قول اللہ تعالیٰ: و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم)

٭وَ قَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِيَّاكُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ

(بخاری۔ کتاب الوصایا۔ باب قول اللہ عز وجل من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین)

نبی ﷺ نے فرمایا: بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

٭عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ۔ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ۔ يَعْنِيْ الْمَدِيْنَةَ اَنْجَفَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ وَ قِيْلَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ فَجِئْتُ فِي النَّاسِ لِاَ نْظُرَ اِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَثْبَتُّ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ۔ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔

(ترمذی۔ کتاب صفۃ القیامۃ و الرقائق و الورع۔ باب نمبر42)

حضرت عبد اللہ بن سَلَام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو لوگ آپ کا استقبال کرنے کے لئے گھروں سے باہر نکل آئے اور یہ صدائیں بلند ہونے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ عبد اللہ بن سلامؓ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ رسول اللہؐ کو دیکھنے کے لئے آیا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو بغور دیکھا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔

٭عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنَّا لَا نُكَذِّبُكَ وَ لٰكِنْ نُكَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ

(ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ باب و من سورۃ الانعام)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا " ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے البتہ ہم اس تعلیم کو جھوٹا سمجھتے ہیں جو تم پیش کرتے ہو"۔

☆وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ۔یعنی اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار و بیدار کر۔جب یہ احکام اترے تو آنحضرت ﷺ کوہِ صفا پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے پکار کر اور ہر قبیلہ کا نام لے لے کر قریش کو بلایا۔جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو آپؐ نے فرمایا۔" اے قریش! اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بڑا لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کو مانوگے"

بظاہر یہ ایک بالکل ناقابل قبول بات تھی مگر سب نے کہا۔

"ہاں ہم ضرور مانیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ صادق القول پایا ہے"

آپؐ نے فرمایا۔تو پھر سنو! میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے عذاب کا لشکر تمہارے قریب پہنچ چکا ہے۔خدا پر ایمان لائو تا اس عذاب سے بچ جائو۔جب قریش نے یہ الفاظ سنے تو کھل کھلا کر ہنس پڑے اور آپؐ کے چچا ابولہب نے آپؐ سے مخاطب ہو کر کہا۔تَبًّا لَکَ اَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا۔تُو ہلاک ہو۔کیا اس غرض سے تو نے ہم کو جمع کیا تھا؟ پھر سب لوگ ہنسی مذاق کرتے ہوئے منتشر ہو گئے۔

(سیرت خاتم النبیین مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔اےؓ صفحہ 128)

☆حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عیسائی مؤرخین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ آپ کی پہلی زندگی سچائی کی زندگی تھی۔آپ نے اہل مکہ سے کہا اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم یقین کرو گے یا نہیں۔سب نے کہا ہاں ہم مان لیں گے۔حالانکہ ویران علاقہ تھا اور صَفا و مَروَہ پر چڑھ کر دور دور نظر جاتی تھی۔ایسی حالت میں آپ کی بات ماننے کے صاف معنی یہی تھے کہ وہ اپنی آنکھوں کو جھوٹا سمجھتے حالانکہ وہ دیکھ رہے ہوتے کہ کوئی لشکر نہیں مگر آپ کی صداقت کا انکار نہ کر سکتے۔وہ سب کے سب اپنی آنکھوں کو جھوٹا سمجھنے کے لئے تیار تھے مگر یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ آپ غلط کہہ رہے ہیں۔اور جب سب نے یہ اقرار کر لیا تو آپ نے فرمایا۔خدا نے مجھے تمہاری ہدایت و اصلاح کے لئے بھیجا ہے۔اس کا ان لوگوں نے انکار کر دیا۔پھر آپ کی صداقت کے متعلق ایک سخت دشمن کی گواہی ہے۔ اہل مکہ کو جب خیال ہوا کہ حج کے موقع پر لوگ جمع ہوں گے تو عین ممکن ہے آپ ان میں سے بعض کو اپنے ساتھ

ملا لیں اس پر وہ لوگوں کو آپ سے بدظن کرنے کی تجویزیں سوچنے لگے کسی نے کہا یہ مشہور کر دو کہ یہ شاعر ہے۔ کسی نے کہا یہ کہو جھوٹا ہے۔کسی نے کہا مجنون ہے۔اس وقت ایک سخت دشمن نے جو آخر دم تک مخالفت کرتا رہا کہا۔ بہانہ وہ بنائو جسے لوگ ماننے کے لئے تیار بھی ہوں۔جب تم یہ کہو گے کہ جھوٹا ہے تو کیا لوگ یہ نہ پوچھیں گے کہ آج تک تو تم اس کی راستبازی اور صداقت شعاری کے قائل تھے اب یہ جھوٹا کیسے ہو گیا۔اس لئے عُذر ایسا بنائو جسے لوگ مان جائیں۔مگر وہ کوئی عُذر نہ گھڑ سکے۔

(نبی کریم ﷺ کے پانچ عظیم الشان اوصاف۔انوارالعلوم جلد12 صفحہ359-358)

☆حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دیباچہ تفسیرالقرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اوراس نے کہ یارسول اللہ مجھ میں تین عیب ہیں۔جھوٹ،شراب خوری اورزنا۔میں نے بہت کوشش کی ہے کہ یہ عیب کسی طرح مجھ سے دورہوجائیں مگرمیں اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکا۔آپ کوئی علاج بتائیں ،رسول اللہ ﷺ نے فرمایاایک گناہ چھوڑنے کاتم مجھ سے وعدہ کرودومیں چھڑادوں گا۔اس نے کہامیں وعدہ کرتاہوں‌فرمایئے کونساگناہ چھوڑدوں آپ نے فرمایاجھوٹ چھوڑدو۔کچھ دنوں کے بعدوہ آیااوراسنے کہاآپ کی ہدایت پرمیں‌نے عمل کیااورمیرے سارے ہی گناہ چھٹ گئے ہیں۔آپ نے فرمایابتاؤ‌کیاگزری؟اس نے کہامیرے دل میں ایک دن شراب کاخیال آیامیں‌شراب پینے کے لئے اٹھاتومجھے خیال آیاکہ اگرمیرے دوست مجھ سے پوچھیں گے کہ کیاتم نے شراب پی ہے توپہلے میں جھوٹ بول دیاکرتاتھااورہ کہہ دیاکرتاتھاکہ نہیں پی۔مگراب میں نے سچ بولنے کااقرارکیاہے اگرمیں نے کہاکہ شراب پی ہے تومیرے دوست مجھ سے چھٹ جائیں گے اوراگرکہوں گاکہ نہیں پی توجھوٹ کاارتکاب کروں گاجس سے بچنے کامیں‌نے اقرارکیاہے چنانچہ میں نے دل میں‌کہاکہ اس وقت نہیں پیتے پھرپئیں گے اسی طرح میرے دل میں زناکاخیال پیداہوااوراس کے متعلق بھی میری اپنے دل سے یہی باتیں ہوئیں کہ اگرمیرے دوست مجھ سے پوچھیں گے تومیں کیاکہوں گااگریہ کہوں گاکہ میں‌نے زناکیاہے تومیرے دوست مجھ سے چُھٹ جائیں گے اوراگریہ کہوں گاکہ نہیں کیاتوجھوٹ بولوں گااورجھوٹ سے بچنے کامیں اقرارکرچکاہوں اسی طرح میرے اورمیرے دل کے درمیان کئی دن تک یہ بحث مباحثہ جاری رہاآخرکچھ مدت تک ان دونوں عیبوں سے بچنے کی وجہ سے میرے دل سے ان کی رغبت بھی مٹ گئی اورسچ کے قبول کرنے کی وجہ سے میں باقی عیبوں سے بھی محفوظ ہوگیا۔‘‘

[دیباچہ تفسیر القرآن ص:265-266]

☆حضرت خدیجہؓ نے آنحضورؐ کی صدق بیانی، امانت داری اور اعلی اخلاق کا حال سن کر اپنا مال آپکو دیکر تجارت کے لیے روانہ کیا۔اس سفر میں حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔واپسی پر میسرہ نے سفر کے حالات بیان کیے تو حضرت خدیجہؓ نے ان سے متاثر ہو کر آنحضورؐ کو شادی کا پیغام بھجوایا کہ آپ قرابتداری کا خیال رکھتے ہیں۔قوم میں معزز ہیں۔امانتدار ہیں،اور احسن اخلاق کے مالک ہیں اور بات کہنے میں سچے ہیں۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ149)

☆ایک مرتبہ سرداران قریش جمع ہوئے جن میں ابوجہل اوراشدترین دشمن نَضر بن حارِث بھی شامل تھا،توحضور ﷺ کے بارے میں جب کسی نے یہ کہاکہ انہیں جادوگرمشہور کر دیاجائے یاجھوٹاقراردے دیاجائے تو نَضر بن حارِث کھڑاہوا اور کہنے لگا:

اے گروہ قریش ایک ایسا معاملہ تمہارے پلے پڑا ہے جس کے مقابلہ کے لئے تم کوئی بھی تدبیر نہیں لاسکے۔محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)تم میں ایک نوجوان لڑکے تھے اور تمہیں سب سے زیادہ محبوب تھے۔سب سے زیادہ سچ بولنے والے تھے تم میں سب سے زیادہ امانت دار تھے۔

اب تم نے ان کی کنپٹیوں میں عمر کے آثار دیکھے اور جوپیغام وہ لے کر آئے۔وہ آئے۔ تم نے کہا وہ جادوگرہے۔ان میں جادو کی کوئی بات نہیں،ہم نے بھی جادوگر دیکھے ہوئے ہیں۔

تم نے کہا وہ کاہن ہیں۔ہم نے بھی کاہن دیکھے ہوئے ہیں وہ ہرگز کاہن نہیں ہیں۔

تم نے کہا وہ شاعر ہے۔ہم شعر کی سب اقسام جانتے ہیں۔وہ شاعر نہیں ہے۔

تم نے کہا وہ مجنون ہیں ان میں مجنون کی کوئی علامت نہیں ہے۔اے گروہ قریش مزید غورکرلو کہ تمہارا واسطہ ایک بڑے معاملے سے ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ نمبر ۲۲۴)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امرتسر ایک مضمون بھیجا۔اس کے ساتھ ہی ایک خط بھی تھا۔رلیارام کے وکیل ہند اخبار کے متعلق تھا۔میرے اس خط کو خلاف قانون ڈاکخانہ قرار دے کر مقدمہ بنایا گیا۔وکلاء نے بھی کہا کہ اس میں بجز اس کے رہائی نہیں جو اس خط سے انکار کر دیا جاوے۔گویا جھوٹ کے سوا بچاؤ نہیں۔مگر میں نے اس کو ہرگز پسند نہ کیا بلکہ یہ کہا کہ اگر سچ بولنے سے سزا ہوتی ہے تو ہونے دو جھوٹ نہیں بولوں گا۔ آخر وہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ڈاکخانوں کا افسر بحیثیت مدعی حاضر ہوا۔مجھ سے جس وقت اس کے متعلق پوچھا گیا تو میں نے صاف طور پر کہا کہ یہ میرا خط ہے مگر میں نے اس کو جزوِ مضمون سمجھ کر اس میں رکھا ہے۔مجسٹریٹ کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو بصیرت دی۔ڈاکخانوں کے افسر نے بہت زور دیا مگر اس نے ایک نہ سنی اور مجھے رخصت کر دیا۔

میں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔ میں اب تک بھی جب اپنے اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ایک مزا آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔اس نے ہماری رعایت رکھی اور ایسی رعایت رکھی جو بطور نشان کے ہو گئی۔ مَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ (الطلاق:4)

(ملفوظات جلد4 صفحہ 636، 637مطبوعہ ربوہ)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

صدق ایسی شے ہے جو انسان کو مشکل سے مشکل وقت میں بھی نجات دلا دیتی ہے۔سعدی نے سچ کہا ہے کہ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست۔پس جس قدر انسان صدق کو اختیار کرتا ہے اور صدق سے محبت کرتا ہے اسی قدر اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے کلام اور انبیاء کی محبت اور معرفت پیدا ہوتی ہے۔کیونکہ وہ تمام اراستبازوں کے نمونے اور چشمے ہوتے ہیں۔ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبہ :119) کا ارشاد اسی اصول پر ہے ...... یہ خوب یاد رکھو کہ ساری خرابیاں اور برائیاں بدظنی سے پیدا ہوتی ہیں۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے بہت منع فرمایا ہے اور پھر فرمایا کہ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ (الحجرات:13) اگر مولوی لوگ ہم سے بدظنی نہ کرتے اور صدق اور استقلال کے ساتھ وہ ہماری باتیں سنتے۔ ہماری کتابیں پڑھتے اور ہمارے پاس رہ کر ہمارے حالات کا مشاہدہ کرتے۔تو ان الزامات کو جو وہ ہم پر لگاتے ہیں ہرگز

نہ لگاتے۔لیکن جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کی عظمت نہ کی اور اس پر کاربند نہ ہوئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھ پر بدظنی کی اور میری جماعت پر بھی بدظنی کی اور جھوٹے الزامات اور اتہامات لگانے شروع کر دیئے۔یہاں تک کہ بعض نے بڑی بیباکی سے یہ لکھ دیا کہ یہ تو دہریوں کا گروہ ہے اور یہ لوگ نمازیں نہیں پڑھتے۔روزے نہیں رکھتے۔وغیرہ وغیرہ اب اگر وہ اس بدظنی سے بچتے تو ان کو جھوٹ کی لعنت کے نیچے نہ آنا پڑتا اور وہ اس سے بچ جاتے۔میں سچ کہتا ہوں کہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بہت ہی بچے۔اور اگر کسی کی نسبت کوئی سوء ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تا کہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے جو اس بدظنی کے پیچھے آنے والا ہے۔اس کو کبھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے۔یہ بہت ہی خطرناک بیماری ہے جس سے انسان بہت جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔

غرض بدظنی انسان کو تباہ کر دیتی ہے۔یہاں تک لکھا ہے کہ جس وقت دوزخی لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے یہی فرمائے گا کہ تم نے اللہ تعالیٰ پر بدظنی کی۔بعض لوگ اس خیال کے بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خطاکاروں کو معاف کر دے گا اور نیکوکاروں کو عذاب دے گا۔ایسا خیال بھی اللہ تعالیٰ پر بدظنی ہے۔اس لئے کہ اس کی صفت عدل کے سراسر خلاف ہے۔گویا نیکی اور اس کے نتائج کو جو قرآن شریف میں اس نے مقرر فرمائے ہیں بالکل ضائع کر دینا اور بیسود ٹھہرانا ہے۔پس خوب یاد رکھو کہ بدظنی کا انجام جہنم ہے۔اس کو معمولی مرض نہ سمجھو۔بدظنی سے ناامیدی اور ناامیدی سے جرائم اور جرائم سے جہنم ملتا ہے۔بدظنی صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لئے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات حاصل کرنے کے لئے دعائیں کرو۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 245 تا 247 مطبوعہ ربوہ)

☆حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

” صادق سے صرف یہی مراد نہیں کہ انسان زبان سے جھوٹ نہ بولے۔یہ بات تو بہت سے ہندوئوں اور دہریوں میں بھی ہو سکتی ہے، بلکہ صادق سے مراد وہ شخص ہے جس کی ہر بات صداقت اور راستی ہونے کے علاوہ اس کے ہر حرکات و سکنات و قول سب صدق سے بھرے ہوئے ہوں۔گویا یہ کہو کہ اس کا وجود ہی صدق ہو گیا ہو۔اور اس کے

اس صدق پر بہت سے تائیدی نشان اور آسمانی خوارق گواہ ہوں۔چونکہ صحبت کے اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے جو شخص ایسے آدمی کے پاس جو حرکات و سکنات ، افعال و اقوال میں خدائی نمونہ اپنے اندر رکھتا ہے۔صحت نیت اور پاک ارادہ اور مستقیم جستجو سے ایک مدت تک رہے گا۔تو یقین کامل ہے کہ وہ اگر دہریہ بھی ہو تو آخر خدا تعالیٰ کے وجود پر ایمان لے آئے گا۔کیونکہ صادق کا وجود خدانما وجود ہوتا ہے۔

انسان اصل میں اُنْسَان سے ہے۔یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ایک انس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا انسان سے چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا اور دیکھتا ہے اور اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہو جاتا ہے۔اس لئے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اسے وہ نور عطا کرتی ہے۔جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2صفحہ 5مطبوعہ ربوہ)

☆یقینا یاد رکھو کہ جھوٹ بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔اس سے بڑھ کر جھوٹ کا خطرناک نتیجہ اور کیا ہو گا کہ انسان خدا تعالیٰ کے مرسلوں اوراس کی آیات کی تکذیب کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔پس تمہارے لئے یہ ضروری بات ہے کہ صدق اختیار کرو۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 243تا 245مطبوعہ ربوہ)

☆حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

انسان کو جھوٹ سے بہت ہی بچنا چاہئے۔دیکھو کہ نفاق جیسے گندے گناہ اور مرض کا سبب بھی یہی جھوٹ ہے۔پھر نفاق بھی ایسا کہ جس کی نسبت فرمایا ہے فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ (پس وہ رجوع نہ کریں گے) اور جہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفاق کے علامات بیان فرمائے ہیں وہاں پر فرمایا ہے کہ منافق کے پاس جب امانت رکھو تو خیانت کرے گا اور جب جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ دیتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے۔اور جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور قرآن مجید میں جھوٹ بولنے والوں پر لعنت آئی ہے اور آنحضرتؐ سے جب دریافت کیا گیا کہ مومن سے

فلاں فلاں گناہ ہو سکتے ہیں فرمایا ہاں۔لیکن جھوٹ کی نسبت دریافت کیا گیا تو فرمایا۔نہیں۔الغرض کہ جھوٹ بہت بُرا مرض ہے۔مومن کو اس سے ہمیشہ بہت ہی بچنا چاہئے۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ92-91)